

معزز مہمان

نمبر 3487

ایک خطبہ

جو جمعرات، 25 نومبر، 1915 کو شائع ہوا

جو سی۔ ایچ۔ اسپرژن نے

میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوننگٹن میں دیا

"پس اُس نے جلدی کی اور نیچے اُتر آیا اور اُسے خوشی سے اپنے ہاں اُتارا۔"

لوقا 6:19

اے سامعین عزیز، کیا تم زگائی کی مانند آمادہ ہو کہ خُداوند یسوع المسیح کو شادمانی اور شکرگزاری سے قبول کرو؟ اگر ہم اُس کی وقف شدہ زندگی، کفارہ دینے والی موت، اور جلالی قیامت کے تمام فوائد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو لازم ہے کہ اُسے سادہ ایمان سے اپنے دلوں میں جگہ دیں، اور محبت و احترام سے اُس کی میزبانی کریں۔

دل کے دروازے کے باہر یسوع ایک اجنبی ہے — وہ ہمارے لئے کوئی نجات دہندہ نہیں — لیکن اُس دل کے اندر، جو خُدا کے فضل سے کھولا گیا ہو تاکہ اُسے قبول کرے، وہاں اُس کی قدرت ظاہر ہوتی ہے، اُس کی قدر و قیمت پہچانی جاتی ہے، اور اُس کی نیکی محسوس کی جاتی ہے۔

اے میرے عزیز سامعین، تم نے اُس کی شہرت سنی، تم نے اُن معجزات کو دیکھا جو اُس نے دوسروں پر ظاہر کیے، اور اب یہ باقی ہے کہ تمہیں خود اُسے قبول کرنا ہے تاکہ اپنی رُوح کی بھلائی کو یقینی بناؤ۔ وہ دروازہ پر کھڑا دستک دیتا ہے۔ تمہیں اُسے کھولنا ہے۔ وعدہ یہ ہے: "اگر کوئی میرے لیے دروازہ کھولے، تو میں اُس کے پاس اندر آؤں گا اور اُس کے ساتھ کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ" اور: "جتنوں نے اُسے قبول کیا، اُس نے انہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا۔"

یہ سب اُن پر نازل نہ ہوا جو صرف سنتے رہے، کیونکہ بہتیرے سُن کر بھی ایمان نہ لائے۔ افسوس! انہوں نے اُسے رنجیدہ کیا، اور وہ اپنے گناہوں میں ہلاک ہو گئے۔ مگر جنہوں نے یسوع کو دوست کی مانند خوش آمدید کہا، اُسے معزز مہمان جانا، اُس کے قدموں میں بیٹھے، اُس کے لبوں کی باتوں سے لٹکے رہے — انہوں نے پایا کہ وہ اُن کی جان کی ہر کوٹھری کو نور سے منور کرتا ہے، اُن کی فطرت کی ہر نیک خواہش کو سیراب کرتا ہے، اور انہیں اختیار کے ساتھ خُدا کے لیے پالک فرزندوں کی برکات سے مالا مال کرتا ہے۔

بہت سی جہات سے زگائی ہمارے لئے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ وہ ہمیں دکھاتا ہے کہ مسیح کو کیسے قبول کیا جائے۔ غور کرو، اُس نے اُسے فوراً قبول کیا — "اُس نے جلدی کی اور نیچے اُتر آیا۔" درخت سے فوراً اُترنا ہمیشہ آسان نہیں، مگر اُس نے مقدور بھر جلدی کی۔ اُس کے انداز میں نہ کوئی تامل تھا، نہ ہی تاخیر۔ ممکن ہے اُس کا دل اُس کے قدموں سے پہلے ہی نیچے آ گیا ہو۔

اسی طرح جو لوگ مسیح کو قبول کرنا چاہتے ہیں، انہیں اُسے اب قبول کرنا چاہیے۔ یہ نہ کوئی دعوت ہے جس میں تسابُل برتا جائے، نہ ہی ایسا مشورہ جسے ملتوی کیا جائے۔ فیلس کے التوا کی رُوح، جس نے کہا: "جب مجھے موقع میسر ہو گا تو تجھے بلاؤں گا،" نہایت خطرناک ہے۔ جو فیلس کی مانند سوچتے ہیں، خبردار رہیں کہ کہیں وہ فیلس کی مانند ہلاک نہ ہو جائیں۔ "آج اگر تم اُس کی آواز سنو، تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔" زگائی نے جلدی کی۔ جو مسیح کو دل سے قبول کرتے ہیں، وہ اُسے فوراً قبول کرتے ہیں۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ زگائی نے خُداوند کو فرمانبرداری سے قبول کیا۔ جب آقا نے فرمایا، "جلدی کر،" اُس نے جلدی کی۔ ابھی یسوع نے کہا ہی تھا، "نیچے آ،" کہ وہ نیچے آ گیا۔ اگر تُو بھی، اے سننے والے، اسی طرح آمادہ اور مطیع ہو، تو تُو اُس سرزمین کی بھلائی سے فیض یاب ہو گا۔ اگرچہ مسیح ہمیں شریعت دینے والے کی مانند نہیں، بلکہ نجات دہندہ اور دوست کی مانند بلاتا ہے، پھر بھی اُسے ہماری فرمانبرداری عزیز ہے۔ اگر ہم اُس کا جُؤا اپنے اوپر لینے سے انکار کریں، اور اُس سے سیکھنے کو تیار نہ ہوں، تو پھر کیسے توقع رکھیں کہ اپنی جانوں کو آرام پائیں گے؟

جو اُسے اپنی پناہ گاہ، اپنا مخفی مقام، اور چٹان بنانا چاہتے ہیں، انہیں اُس کے کلام کی تعظیم کرنی چاہیے، اور انہیں دلجمعی سے اُس کے فرمودات پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر تُو اُس کی فدیہ بخش نجات سے حصہ لینا چاہتا ہے، تو اُسے اپنا مشیر بنا؛ اگر تُو اُس کی کہانت کی شفاعت سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے، تو اُسے اپنا بادشاہ مان۔

اور زگائی نے مسیح کو قبول کرنے میں پورے دل کی رغبت اور فراخ دلی سے کام لیا۔ اُس نے اُس کے لئے ایک بڑی ضیافت تیار کی۔ اُس نے اُسے ایسے نہ پایا جیسے کوئی اجنبی در آتا ہے۔ اُس نے اُسے سرد مروت سے نہیں، بلکہ محبت بھری مہمان نوازی سے خوش آمدید کہا۔ میں تصور میں اُس کے چہرے پر جھلکتی شادمانی کو دیکھتا ہوں! میں اُس کے لبوں سے نکلتی مبارکباد کو سنتا ہوں:

"!آئیے، آئیے، اے میرے مہربان خُداوند! میرے گھر نے کبھی ایسا معزز مہمان نہیں دیکھا جیسا تُو ہے"

اگر تُو یسوع مسیح کو قبول کرنا چاہتا ہے، تو اپنے دل کے دروازے کشادہ کر۔ پھر تیری آنکھیں، تیرے لب، بلکہ تیرے بدن کے ہر پٹھے اُس جوش و خروش کا اظہار کریں گے جو تیرے اندر موجزن ہو گا۔ تیری روح، جان اور طاقت سب اُٹھ کھڑی ہوں گی، اگر تُو اُس کی قیمت پہچانے اور اُس عزت کو محسوس کرے جو وہ تجھ پر کرتا ہے۔ جیسے کوئی شخص کھیت میں چھپا خزانہ پاتا ہے تو اپنی قسمت پر ناز کرتا ہے، اور جیسے ایک عورت اپنا پہلوٹھا بچہ گود میں لیتی ہے تو اُس پر فریفتہ ہو جاتی ہے، کیا جب ہم حیات اور جلال کے خُداوند کو قبول کریں، تو ہمارے اندر کوئی گہرا جذباتی جوش نہ ہو؟

اور سن! یہ بھی یاد رکھ کہ محصول لینے والوں کے سردار زگائی نے مسیح کو رُوحانی طور پر قبول کیا۔ اُس کا اعتراف اُس کے عمل کے مطابق تھا۔ جب اُس نے اپنا مال محتاجوں میں بانٹا، اور لوگوں کے سامنے بے خوف ہو کر اپنے ایمان کا اقرار کیا، تو یہ واضح ثبوت تھا کہ مسیح نہ صرف زگائی کے گھر کی دہلیز پر آیا تھا، بلکہ اُس کے دل کی کوٹھریوں میں بھی داخل ہو چکا تھا۔

آہ! اے پیارو، مسیح کو محض نام کے طور پر، رسم و رواج سے، یا خالی ظاہری عبادات سے قبول کرنا لاجاصل ہے۔ اگر تُو اُس کو جو خُدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے، سچے دل سے قبول کرے، تو تیری فطرت، تیرا مزاج، اور تیرے معمولات بدل جائیں گے، اور وہ اُس کے مطابق ڈھل جائیں گے جو وہ آپ ہے—اور یہ تبدیلی ظاہر ہو گی کیونکہ اگر تُو مسیح میں ہے، اور مسیح تجھ میں ہے، تو سب کچھ نیا ہو جائے گا۔

مگر ایک نمایاں خصوصیت، جو کلام میں واضح طور پر بیان کی گئی، یہ تھی کہ اُس نے اُسے خوشی سے قبول کیا۔ یہی اُس کی نیت کی پاکیزگی اور اُس کے اعمال کی سچائی کی آخری اور پکی دلیل تھی۔ ایسی شادمانی میں کوئی ریاکاری نہ تھی۔

۱

سب لوگ یسوع مسیح کو خوشی سے کیوں نہیں قبول کرتے؟

یہ ہمارا پہلا سوال ہے۔

وہ سب اُسے چاہتے ہیں، انہیں اُس کی ضرورت ہے—بے شک وہ یہودی ہوں یا غیر یہودی۔ سب گناہ کے ماتحت فروخت ہو چکے ہیں۔ خُدا نے تمام انسانوں کو بے اعتقادی میں پکڑ رکھا ہے، اور انہیں مجرم ٹھہرایا ہے۔ اُس کی عدالت سے بچنے کا کوئی راہ نہیں، سوا صلیب کے راستہ کے۔

—یسوع مسیح نجات دینے کو آتا ہے—معافی کا پیغام ہاتھ میں لئے، محبت کی بشارت، فضل کے نشان لیے پھر بھی اکثر لوگ اپنے دلوں کے دروازے اُس پر بند کر دیتے ہیں۔

اُن کے باطن سے کوئی یہ نعرہ نہیں اُٹھتا

"!اے دروازو، اپنے سر اُٹھاؤ؛ اور تم ہمیشہ کے لئے کھل جاؤ، تاکہ جلال کا بادشاہ اندر آئے"

بلکہ اِس کے برعکس، وہ جیسے کہتے ہوں

آ، اے تعصب! آ، اے بے ایمانی! آ، اے سخت دلی! آ، اے گناہ کی محبت! دروازوں کو بند کر دو، پہاڑوں کو بند کر دو، کہیں"

"!ایسا نہ ہو کہ جلال کا بادشاہ زبردستی اندر داخل ہو جائے

لوگ نجات دہندہ کے ساتھ ویسا سلوک کرتے ہیں جیسا وہ کسی حملہ آور سے کرتے ہیں جو اُن کے وطن پر حملہ آور ہو۔ وہ اُسے دھکیلنا چاہتے ہیں۔ اُس سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں۔ وہ اُس کی حضوری کو برداشت نہیں کر سکتے۔ بلکہ بعض تو اُس کا ذکر گلی میں سُنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

یہ کیوں؟

اس کی جڑ انسان کی فطرت کی گراوٹ میں ہے۔

تم کبھی انسان کی اصل خباثت کو نہ پہچان سکو گے، جب تک وہ صلیب سے نہ ٹکرائے۔

، اگرچہ وحشی اور غیر مہذب لوگوں کے جرائم تمہیں بدترین دکھائی دیں،  
مگر علم کے نور کے باجود بُرائی پر مُصر رہنا  
، سچائی کو الہی مکاشفہ کی روشنی میں بگاڑنا  
— اور احسان فراموشی سے خالص ترین محبت کو دھوکہ دینا  
یہ سب اُس وقت سب سے بڑھ کر آشکار ہوتے ہیں، جب ہم مصلوب کو نظر میں رکھتے ہیں۔

، یسوع کے نام کو حقیر جاننا، خُدا کی محبت کو رد کرنا، صلح کے سفیر کے خلاف سازش کرنا  
اور شیطانی مشورہ دینا:

"یہ وارث ہے؛ اُو، اِسے مار ڈالیں"  
یہ اُس مَثل کے شریر کسانوں کا آخری گناہ تھا۔  
، اور وہ مَثل اس خیانت کو ذرا بھی بڑھا کر بیان نہیں کرتی  
: کیونکہ انسان کی فطرت کا سب سے سنگین گناہ یہی ہے  
یہ مُجسّم خُدا ہے، اُو اِسے رد کریں۔"  
یہ مجسم کلام ہے، اُو اِسے بدنام کریں۔  
!"یہ باپ کا پیارا بیٹا ہے، اُو اِسے بیچ دیں"

، آہ! اے انسانی فطرت  
، کیا ہی اندھا ہے تیرا دِل، کیا ہی جلا ہوا تیرا ضمیر  
! کہ مسیح کی خوبصورتیوں کو نہ دیکھ سکے  
کیا ہی پست ہے تُو، کہ ایسے نجات دہندہ کی محبت و شفقت کو حقیر جانے

اگرچہ ہم بنیادی سبب کو انسان کی فطرت کی گہری گراوٹ میں مانتے ہیں، تاہم اگر ہم اُن ثانوی وجوہات کا ذکر کریں جو اِسی  
فساد سے جنم لیتی ہیں، اور مختلف قسم کے انکار کرنے والوں میں فرق ڈالنا چاہیں، تو ہم کہیں گے کہ بہت سے لوگ محض  
نادانی کے باعث مسیح کو خوشی سے قبول کرنے کے بجائے رد کرتے ہیں۔  
لیکن اِس نادانی کے لیے کوئی قابلِ قبول عذر موجود نہیں۔  
ہزار ہا ایسے لوگ، یہاں تک کہ اِس نُورانی اور بابرکت سرزمین میں بھی، پائے جاتے ہیں جنہیں واقعاً معلوم ہی نہیں کہ انجیل  
کی خوشخبری کیا ہے۔  
نجات کی معرفت اُن کے ہاتھ کی رسائی میں ہے، مگر اُنہیں اُس بلند ترین علم سے واقف ہونے کی خواہش تک نہیں۔

وہ کہتے ہیں: "ہم سب گناہگار ہیں" — لیکن جانتے نہیں کہ یہ کہتے کیا ہیں۔  
عام اعتراف کے شور و غوغا میں وہ اپنی ذاتی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں۔  
نجات کا وہ منصوبہ جو ایک قربانی کے قائم مقام پر مبنی ہے — جو کہ پوری حقیقت کا نچوڑ ہے — کبھی اُن کے دل و دماغ میں  
طلوع ہی نہیں ہوا۔  
، وہ یہ عظیم صداقت نہیں جانتے کہ یسوع نے ہمارے گناہوں کو اُٹھا لیا  
، ہماری جگہ اور ہماری خاطر دُکھ اُٹھایا، تاکہ عدل پورا ہو  
، رحمت جلال پائے  
اور ہم گناہگار آزادی پائیں۔

اسی لئے ہوتا یوں ہے کہ جو کوئی مسیح پر ایمان لاتا ہے وہ نجات پاتا ہے۔  
— لیکن اِس علم سے بے خبر ہو کر وہ اب بھی اپنے اعمال، اپنے کمال، اور اپنے دعووں پر تکیہ کیے ہوئے ہیں  
، یا وہ اپنے ہیٹسم، اپنی تصدیق، یا کسی کلیسائی نظام سے وابستگی پر اطمینان کئے ہوئے ہیں  
— جیسے کوئی ظاہری رسم اُن کی نجات کا باعث بن سکتی ہے  
، نہ جانتے کہ نجات ایمان سے ہے  
، دل کی بات ہے  
، روح کی بات ہے  
نہ کہ حرف کی یا ظاہری اقرار کی۔

یہی وہ جہالت ہے جو بہت سوں کو مسیح کو خوشی سے قبول کرنے سے باز رکھتی ہے۔

— ایسا ہی سامری عورت کے ساتھ تھا  
: اسی لیے نجات دہندہ نے اُس سے فرمایا  
اگر تُو خُدا کی بخشش کو جانتی، اور یہ بھی جانتی کہ جو تجھ سے کہتا ہے 'مجھے پانی پلا' کون ہے، تو تُو اُس سے مانگتی،"

"اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا  
— اے بھائیو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی جہالت کے سبب ہلاک ہو جاؤ  
، لہذا دُعا کرو کہ خُداوند خود تمہاری رہنمائی کرے  
، جب تم کلامِ مقدس کا مطالعہ کرتے ہو یا اُس کی تشریح سُنتے ہو  
تاکہ تم خُداوند کی راہ کو صحیح طور پر جان سکو۔  
"، کہ جان بغیر علم کے اچھی نہیں ہوتی"  
کیونکہ جہالت بہت سے دھوکوں کی ماں ہے۔

، کئی ایسے بھی ہیں جو توجہ دینے سے انکار کرتے ہیں  
، گواہی کا انکار کرتے ہیں  
— اور نصیحت کا تمسخر اُڑاتے ہیں  
یہ سب کچھ اُن کے دل میں جمی ہوئی ہے اعتقادی کی روح کو ظاہر کرتا ہے۔  
وہ یسوع پر ایمان نہیں لاتے۔  
وہ اُسے خُدا کا بیٹا ماننے کو تیار نہیں۔  
بلکہ کچھ تو اُس کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں، جیسے وہ آدمی کبھی زمین پر آیا ہی نہ ہو جسے اُس کے چند پیروکاروں نے  
سجدہ کیا۔

، وہ کفارہ کو بوڑھی عورتوں کی کہانی سمجھتے ہیں  
اور مردوں میں سے جی اُٹھنے کو خالی خواب قرار دیتے ہیں۔

ان کے عذر کا کیا کہنا؟  
یہ لوگ قائل ہونے کو تیار ہی نہیں۔  
، وہ تاریکی میں اس لئے نہیں کہ روشنی موجود نہیں  
بلکہ اِس لئے کہ اُنہوں نے اپنی روح کی ہر کھڑکی کو روشنی پر بند کر دیا ہے۔  
— مسیح کی قیمتی تعلیمات کے چہرے پر اُس کی اصلی مہر لگی ہوئی ہے  
اُس کی صداقت اُس کی پیشانی پر کندہ ہے۔  
، ان کے ضدی اعتراضات نہ اُس کی قدر گھٹا سکتے ہیں  
نہ اُس کی تاثیر۔  
، وہ اپنے ہی ساتھ ظلم کرتے ہیں  
جب وہ خُدا کی اُس سچائی کو جو مسیح میں ہے جھٹلاتے یا ہلکا کرتے ہیں۔

کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں نجات دہندہ سے صاف عداوت ہے۔  
، اگرچہ وہ اُس کی زندگی کی کہانی  
، اُس کے اطوار کی پاکیزگی  
، اُس کے کردار کی قدّوس  
، اور اُس کی خدمت کی مہربانی پر کوئی الزام نہیں لگا سکتے  
پھر بھی وہ اپنے گناہوں سے نجات پانا نہیں چاہتے۔  
— بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ بدی کی لذتوں میں  
— نہ ٹوکے جائیں، نہ چھیڑے جائیں  
اُسی میں مست رہیں۔

— وہ شراب نوشی سے نجات نہیں چاہتے  
بلکہ اُسی راہ پر بڑھنا چاہتے ہیں۔  
— وہ جسمانی شہوات سے نجات نہیں چاہتے  
بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کو اور زیادہ پالنا چاہتے ہیں۔  
— وہ غرور اور خود اعتمادی سے رہائی نہیں چاہتے  
بلکہ اپنی بڑائی کی تمنا میں جیے جاتے ہیں۔  
— درحقیقت، وہ یہ نہیں چاہتے کہ اُن کا گناہوں سے کوئی طلاق ہو جائے  
بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ خُدا کی شریعت کی بلند تقاضوں کو رد کر کے  
— اُسی دنیوی زندگی کی وقتی مصلحتوں کے مطابق چلیں  
اور اُس ابدی زندگی کی امید میں کسی لذت یا جاہ و حشمت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔

!اسی لیے وہ یسوع کے نام کو برداشت نہیں کر سکتے  
 اُس سے نفرت کرتے ہیں، اور اپنے دل کی کراہت چھپا بھی نہیں سکتے۔  
 دین اُن کے نزدیک صرف بے ذائقہ نہیں، بلکہ نفرت انگیز ہے۔  
 گھر میں اگر کوئی ترانہ گایا جائے، تو وہ بگڑ جاتے ہیں۔  
 ،اگر اُن کی بیوی یا بچہ صلیب یا اُس کے قیمتی خون پر ایمان کا ذکر کرے  
 ،تو یا تو وہ تمسخر میں بے ہودہ ہنسی اُڑائیں گے  
 یا پھر غضب و قہر سے بھر جائیں گے۔

اے خُداوند، اپنے لوگوں کو علم، ایمان، اور نجات کے نور سے روشن کر! آمین۔

!!اے انسان! خُداوند تیرے اُس سیاہ دل کو جڑ سے اُکھاڑ دے، اور تجھے نیا دل اور مستقیم روح عطا کرے  
 تجھے جھکنا ہوگا، ورنہ تو ٹوٹ جائے گا۔  
 اگر تُو باز نہ آئے، تو تو جلے گا۔  
 ،اگر تُو اب مسیح سے اپنی عداوت سے توبہ نہ کرے  
 تو آئندہ زمانے میں تجھے اس پر سخت ندامت ہوگی۔

،جس دین وہ آسمان کے بادلوں میں آئے گا  
 ،زندہ اور مردہ کا انصاف کرنے  
 ،تو اُس کی نگاہ سے چھپنے کی کوشش کرے گا  
 ،پر عبث  
 اور اُس کے غضب سے بھاگ نکلنے کی راہ نہ پائے گا۔

،تو دیکھے گا کہ بہت سوں نے مسیح کو محض اِس لیے قبول نہ کیا کہ وہ دنیا دار تھے  
 اور دنیوی فکروں میں ایسے گم تھے جیسے سنڈیاں درخت کو کھا جائیں۔  
 ،یہ معذرتِ رحم کے قابل تو ہے  
 !پر بڑی خطرناک بھی  
 ایسے فانی بہانوں کا انجام ابدی حسرت ہے۔  
 موت کی گھڑی اُس زندگی کے ضیاع کا ازالہ نہیں کر سکتی  
 جو غفلت میں بیت گئی ہو۔  
 ،اگر تُو نے زندگی بھر خُدا کو نہ ڈھونڈا  
 تو پھر اُس وقت اُسے کہاں پائے گا؟

،اے انسان! تو کھیت اور تجارت  
 ،روزِ مرہ کی محنت و مشقت  
 ،اپنے نقصان و نفع  
 —اور خزانوں کے انبار میں مشغول ہے  
 نہ جانتا کہ یہ سب کس کے حصہ میں آئیں گے۔  
 یہ سب گھن کی طرح تیری جان کو چاٹ جاتے ہیں۔

کاش آدمی اتنے نادان نہ ہوتے کہ  
 ،صرف اپنے بدن کے خیمے کے لیے فکر کریں  
 اور اُس ابدی گوہر کو بھول جائیں  
 !جو اُس میں پوشیدہ ہے—یعنی اُن کی جاودانی جان  
 ،وہ معمولی باتوں میں الجھے رہتے ہیں  
 اور اپنے حقیقی ورثے سے غافل رہتے ہیں۔  
 ،وہ فانی بازارِ فریب میں ”خریدو، خریدو“ کی صدا لگاتے ہیں  
 ،جبکہ حیات و جلال کا خُداوند اُن کے پاس سے گزر جاتا ہے  
 اور وہ توجہ نہیں دیتے۔

،وہ ظاہری فائدے کی بات کرتے ہیں  
 لیکن عقلمند چُناؤ کو کھو دیتے ہیں۔  
 —وہ سونا چھوڑ کر میل خریدتے ہیں

اپنی جانیں کھو دیتے ہیں  
اور ہلاکت کھاتے ہیں۔

اور بھی زیادہ قابلِ ملامت وہ لوگ ہیں  
جو محض دنیا کی خوش وقتوں میں مشغول ہو کر مسیح کو رد کرتے ہیں۔  
کچھ لوگ فیشن کی گردش میں یوں گرفتار ہوتے ہیں  
کہ توبہ کرنا اُن کے نزدیک بے ادبی بن چکی ہوتی ہے۔  
توبہ و گریہ کی جگہ  
اُن شوخ مجلسوں میں نہیں  
بلکہ تنہائی کی گہرائیوں میں ہے۔

—عجیب مگر سچ ہے  
کچھ لوگ اتنے ”مہذب“ ہیں  
!کہ وہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں  
اُن کی نظر میں وہ محض محصول لینے والوں اور گناہگاروں کے ساتھ ہی رہنے کے لائق ہے۔  
اگر وہ اُن کے ڈرائنگ روم میں داخل ہو  
تو اُسے جلدی سے نکال دیا جائے۔

نہ وہ اُسے اعلیٰ حلقہٴ اشرافیہ میں دیکھنا چاہتے ہیں  
اور نہ ہی نچلے طبقہ کے موسیقی گھروں اور رقص گاہوں میں۔  
—آہ! آج بھی وہی ہے جو اُس وقت تھا  
”اُس کے لیے سرائے میں جگہ نہ تھی“

—دنیا ہر اداکار، گانے والے، ناچنے والے، یا مذاق اڑانے والے کو خوش آمدید کہتی ہے  
پر مسیح، جو خون آلود ہاتھوں سے پکار کر کہتا ہے  
—”میرے پاس آؤ، اور میں تمہیں آرام دوں گا“  
اُسے وہ حقیر جانتے ہیں۔  
وہ حسنِ حقیقی کو ٹھکرا کر ظاہری دلکشی کو چومتے ہیں۔  
وہ خوشی کے اصل سرچشمہ سے منہ موڑ کر  
بے ہودہ ہنسی میں گم ہو جاتے ہیں۔  
وہ حقیقت کو جھٹک کر سایہ کے پیچھے دوڑتے ہیں۔  
وہ لبریز چشمہ کو چھوڑ کر  
ٹوٹے ہوئے حوضوں کی طرف بھاگتے ہیں  
جو پانی تھام ہی نہیں سکتے۔

—آہ! بھائیو، یہ ایک نہایت افسوسناک منظر ہے  
کہ گناہگار رحم کو ٹھکرا دے  
،ٹوہنا ہوا شخص لائف بیلٹ کو دھتکارے  
،بیمار شخص طبیب کو رد کرے  
اور موت کے دروازے پر پہنچا ہوا شخص  
!زندگی اور بقا کو رد کر دے  
!اے گناہ! تُو نے انسانوں کو کیسے دھوکہ دیا ہے  
،تُو نے انہیں اپنے ہی خلاف نفرت سکھائی  
!اور انہیں اپنی جانوں پر ظلم کرنے پر اکسایا  
!یہ کیسا روحانی خودکشی کا فعل ہے  
!انہوں نے اپنی افضل ترین فطرت کو قربان کر دیا  
،وہ جہنم کی طرف اترتے ہیں  
”!اور اُن کی جانوں پر فردِ جرم یہی ہے کہ“ انہوں نے خود کو تباہ کیا  
!اے اسرائیل! تُو نے اپنے آپ کو ہلاک کیا

انہوں نے اُسے شرم سے رد کیا  
جسے خوشی سے قبول کرنا چاہیے تھا۔  
اپنی ہی مرضی پوری کی  
اور اپنی ضد میں ہلاک ہو گئے۔

:اب ہم اگلا سوال پوچھتے ہیں

||

بعض لوگ اُسے خوشی سے کیوں قبول کرتے ہیں؟ .

جواب یہ ہے کہ فضل نے اُنہیں دوسروں سے ممتاز کیا ہے۔  
فضل نے اُن کی ضدی مرضی کو مسخر کیا  
، اُن کی تاریک عقل کو روشن کیا  
، اُن کے بگڑے ہوئے جذبات کو بدل دیا  
اور اُن کے سارے خیال کو نیا ڈھنگ عطا کیا  
تاکہ وہ چیزوں کو نئی نظر سے دیکھیں۔

یہ نہ سمجھو کہ ہم جو مسیح کو قبول کرتے ہیں  
—قدرتی طور پر دوسروں سے بہتر تھے  
!نہیں

، اگر جب بیچ بویا گیا  
، تو ہم اچھی اور پاک زمین کی مانند تھے  
—تو وہ زمین پہلے سے تیار کی گئی تھی  
ہمارے دلوں کی شیارکاری پہلے ہی ہو چکی تھی۔  
ہم کبھی بھی خودبخود راضی نہ ہوتے  
اگر وہ خُداوند کا قدرتی دن نہ ہوتا۔

:ہم سب یک زبان ہو کر یہی کہتے ہیں

، یہی محبت تھی جس نے ضیافت کو چھڑایا"  
اور اُسی محبت نے ہمیں نرم دلی سے اندر لایا؛  
، ورنہ ہم کبھی چکھنے پر راضی نہ ہوتے  
"اور اپنے گناہوں میں ہلاک ہو جاتے۔

اور جہاں تک اُن اسباب اور ترغیبات کا تعلق ہے جنہوں نے ہمیں خُداوند مسیح کو خوشی سے قبول کرنے پر آمادہ کیا، میں اپنے  
—حق میں نہایت صاف دلی سے عرض کر سکتا ہوں  
میں نے مسیح کو اس لیے قبول کیا کہ میرے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔  
میں ناتواں و نادم، عاجز و شکستہ، اپنی عقل کے تمام سہارے چھوڑ چکا تھا۔  
میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی شخص مسیح کی پناہ میں دوڑتا ہے  
جب تک وہ یقین نہ کر لے کہ ہر اور پناہ گاہ اُس پر بند ہو چکی ہے۔

ہم مسیح کو اپنا آخری سہارا بناتے ہیں۔  
—ہم سب کچھ آزما لیتے ہیں  
، نیک کاموں کے بلند ارادے  
، شاندار رسومات میں شرکت  
، بے معنی رسم و رواج  
—یا حقیر خرافات

—ہر بے وقوفی، ہر جھوٹے فریب کو  
ہم گمراہی کے ہر دائرے کا طواف کر لیتے ہیں  
پھر کہیں جا کر حکمت کا راستہ دیکھتے ہیں۔

آخر کار،  
مجھے یا تو مسیح کی طرف جانا تھا  
یا ہلاکت میرے لیے مقدر تھی۔  
نہایت بے بسی اور بے امید میں میں پکار اُٹھا  
"مجھے مسیح دے، ورنہ میں مر جاؤں گا"

پھر سے وہ صرف میرا انتخاب نہ رہا  
—بلکہ میری شدید ضرورت بن گیا  
ہر گھڑی، ہر دن، بلکہ ابد تک کے لیے۔  
اُہ! وہ کیسی تنگی کی گھڑی تھی  
—جب میں نے مسیح کو قبول کیا  
یا تو مسیح، یا موت۔  
یا اُس کے وسیلہ سے نجات  
یا اُس کے بغیر ابدی ہلاکت۔  
میں نے اُسے اس لیے قبول کیا کہ  
میرے پاس اور کوئی راہ نہ تھی۔  
میرے پاس کوئی دوسرا انتخاب نہ تھا۔

تم میں سے کتنے لوگ ایسے ہی کرب میں گرفتار ہیں؟  
کتنے اُسی طرح کی غربت و احتیاج میں  
اُس کی طرف دوڑیں گے؟  
جب طوفان تمہیں آگے دھکیلتا ہے  
اور تم روشنی کے مینار کی جھلک پاتے ہو  
تو تم بھی پکار اُٹھتے ہو

اے یسوع، میری جان کے محبوب"  
"مجھے اپنے سینے سے لگا لے

بیشک ہم مسیح کو خوشی سے قبول کرتے ہیں  
کیونکہ وہ ہم میں ایسی حیرت انگیز اور نافع تبدیلیاں لاتا ہے۔  
وہ ہمارے گناہوں بھرے ماضی کو تسلی دیتا ہے۔  
وہ ماضی جو سیاہی اور قہر کی یادوں سے لبریز تھا  
اب اُس پر اپنے خون کا چھڑکاؤ کرتا ہے  
اور وہ چمک اُٹھتا ہے  
خُداوند کی محبت اور رحمت کی نشانیوں سے۔

وہ حال کو روشن کرتا ہے۔  
جہاں پہلے تاریکی اور ناامیدی تھی  
وہاں اُس کی روشنی نے  
زندگی کا اُجالا بکھیر دیا۔  
نجات و زندگی صبح کی کرن کی مانند ہم پر نمودار ہوئی۔

وہ مستقبل پر چھائے بادلوں کو بھی چھٹاتا ہے۔  
جو منظر کبھی تاریک و بولناک دکھائی دیتا تھا  
وہ اب یسوع کی آمد سے روشن اور جلالی ہو گیا ہے۔  
ہم موت کے سیاہ دریا کے اُس پار  
—اُس روحانی سرزمین کی جھلک دیکھتے ہیں  
جہاں ہم اُسے روبرو دیکھیں گے۔  
یوں، جب یسوع دل میں آتا ہے  
—تو ماضی، حال، اور مستقبل  
تینوں زمانے نور سے بھر جاتے ہیں۔



جب سورج طلوع ہوتا ہے  
تو پہاڑ، وادیاں، دریا  
سب اُجالے میں نہا جاتے ہیں۔  
اسی طرح جب مسیح دل میں آتا ہے  
تو ساری ہستی منور ہو جاتی ہے۔

ہم مسیح کو اس لیے بھی شادمانی سے قبول کرتے ہیں  
کہ وہ اپنے ساتھ ایسی نعمتیں لے کر آتا ہے۔  
—وہ بطور کاہن آیا تاکہ گناہ مٹا دے  
کون اُس پر خوش نہ ہو؟  
—وہ بادشاہ ہو کر آیا  
کون اُسے بگلوں کی آواز اور جھنڈوں کی جھلک کے ساتھ خوش آمدید نہ کہے؟  
—وہ چرواہا ہو کر آیا  
کیا اُس کے گلے کے بھیڑیں اُس کے دیدار پر خوش نہ ہوں؟  
—وہ دوست بن کر آیا  
کیا اُس کی شیریں ہمدردی خوشی نہ لائے؟

—اور سوچو، وہ ایک اور بھی گہرا رشتہ لے کر آیا  
،وہ شوہر بن کر آیا  
اور ہماری جانیں اُس سے بیابی گئیں۔  
!مبارک دُلہا  
!اے پیارے مُنجی  
،تُو نے ہمارے دل کو مسخر کیا  
اور ہماری محبت جیت لی۔  
کیا دِلہن خوش نہیں ہوتی  
جب دُلہا گھر آتا ہے؟  
کیا اُس کا دل اُس دن مسرور نہیں ہوتا  
جب شادی کا دن قریب آتا ہے؟  
اوہ! ہم کیوں نہ مسیح کو خوش آمدید کہیں  
،جب وہ ایسی پوشاکوں میں  
اور ایسے عالی منصبوں میں ہمارے پاس آتا ہے؟

،جب وہ آیا  
—تو ساتھ ساتھ ایسی حیرت انگیز برکتیں لے کر آیا  
،معافی،  
،سلامتی،  
،راستبازی،  
،قبولیت،  
،پاکیزگی،  
،عزت،  
،حکمت،  
راستی—سب کچھ

اب وہ خود کو ہمارا محافظ قرار دیتا ہے۔  
اُس کی راہیں برکت سے بھری ہیں۔  
وہ دولت بخشتا ہے اور دکھ نہیں لاتا۔  
،جو اُسے پاتے ہیں  
—اُس میں ایسی نیکیوں کا خزانہ پاتے ہیں  
—گہرا، پر اسرار، بے مثال  
جو دُنیا کی ہر لذت اور ہر دولت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

یقیناً،  
اگر ہم ادنیٰ درجے پر کھڑے بھی ہوں  
تو بھی ہمیں اعلیٰ درجے کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔  
جب لیان نے الیگز کو  
کنگنوں، بالیوں، اور جواہرات کے ساتھ دیکھا  
تو وہ بھی اُسے ادب سے ملا۔

تو کیا ہم یسوع کو نہ قبول کریں  
—جب ہم اُس کے ہاتھ میں وہ انمول نعمتیں دیکھیں  
،جو اُس نے اپنے خون سے خریدیں  
اور بے معاوضہ اُنہیں دیتا ہے  
جو اُسے قبول کرتے ہیں؟

اور کیا ہم اُسے خوشی سے قبول نہ کریں گے کیونکہ وہ کس قدر مبارک رُوح میں آتا ہے؟  
وہ ملامت نہیں کرتا۔

جب وہ زمین پر تھا  
—وہ سراسر نرمی، حلم، اور فضل تھا  
،باوجود اس کے کہ وہ آسمانی نسل سے تھا  
،باپ کا اکلوتا بیٹا  
فضل اور سچائی سے معمور۔

تو کیا ہمیں اُسے نہایت شادمانی سے  
،نرسنگوں کی آواز سے  
،ریباب اور ستار کے نغموں سے  
اور دل کی ناقابل بیان خوشی سے خوش آمدید نہ کہنا چاہیے؟

مجھے کہنے دو  
،جتنا ہم اُسے جانتے ہیں  
اتنی ہی زیادہ شادمانی سے ہم اُسے محض اُسی کے لیے قبول کرتے ہیں۔  
آہ! کاش میں اپنے خُداوند اور آقا کے بارے میں  
اور بہتر کلام کر سکتا۔  
یقیناً اُس کے فضل اور نیکی کو  
میں اُس حد تک جان چکا ہوں  
جس کا بیان ممکن نہیں۔  
مجھے اُمید ہے کہ تم بھی یہی کہہ سکتے ہو۔

اُس کی خوشبو کو چکھنا ایک بات ہے  
لیکن دوسروں کو اُس خوشبو کا حال سننا ایک اور ہی امر ہے۔

جب دلہن کہتی ہے  
"ہاں، وہ سراپا دلربا ہے"  
تو یہ الفاظ مبالغہ نہیں  
—بلکہ حقیقت کے مقابلے میں بہت کم ہیں  
کیونکہ جو دل سے اُسے قبول کرتے ہیں  
وہ جانتے ہیں کہ  
مقدسین کی سب سے بلند تر تعریفیں بھی  
اُس لَدّت، اُس آسمانی خوشی کو نہیں پہنچ سکتیں  
جو وہ جان میں لے آتا ہے۔

اگر کوئی زمین پر بہشت چن سکتا  
—تو وہ یہی ہوتی  
،کہ ہم اُس کی ذات کے حسن

اُس کے کردار کی کاملیت  
اُس کے خون کی قدرت  
اُس کی شفاعت کی تاثیر  
اُس کے جی اٹھنے کے جلال  
اور اُس کے دوسرے آنے کی شان میں  
ہمیشہ کی خاموش عبادت میں محو رہیں۔

مسیح کی ہر بات لذیذ ہے۔  
اُس کی کوئی تعلیم نہیں  
جو چُنے ہوئے عطر کی مانند مہکتی نہ ہو۔  
اُس کا ہر کلام مر، عود، اور دارچینی سے معطر ہوتا ہے  
اُن باتھی دانت کے محلوں سے آیا ہوا  
جہاں سے وہ اُترا۔

اگر تُو نے مسیح کو قبول نہ کیا  
اے پیارے سننے والے  
تو تُو نے الہی مکاشفہ کے  
سب سے روشن پہلو کو گنوا دیا۔  
ایسا ہے جیسے کوئی پردیسی انگلستان آئے  
اور کبھی لندن نہ دیکھے  
یا کوئی انسان ساری عمر سورج نہ دیکھے  
یا دستر خوان پر نعمتیں رکھی ہوں  
مگر کبھی چکھ نہ سکا ہو  
تو ایسی حالت میں بھلا مبارکبادی کیسی؟

— پس تُو زندگی کو نہیں جانتا  
تُو اُس کے حسن سے مردہ ہے۔  
— تُو روشنی کو نہیں پہچانتا  
تو بس سائے یا مدہم اجالے میں جیتا ہے  
اگر تُو نے نجات دہندہ کو نہ دیکھا  
نہ اُس کو دل میں جگہ دی  
نہ اُس کے فضل کا ذائقہ چکھا۔

تُو نے بالائی حصہ کھو دیا۔  
تُو ابھی تک باہر صحن میں  
سوروں کے ساتھ چارہ چر رہا ہے۔  
تُو نہیں جانتا کہ وہ پلا ہوا بچھڑا کیا ہے  
جس پر باپ کی میز پر اُس کے فرزند سیر ہوتے ہیں۔  
تُو ایک کتا رہا  
جو صرف ہڈیوں پر خوش ہوا  
اور نہ جانا کہ سچی زندگی کا گودا اور چربی کیا ہے۔

لیکن ایماندار  
اے عزیزو  
مسیح کو ایسا بے اندازہ قیمتی پاتا ہے  
ایسا خوشی کا چشمہ  
ایسا رحمت کا دریا  
کہ جب وہ اُسے قبول کرتا ہے  
— تو خوشی سے کرتا ہے  
اور جتنا اُسے جانتا جاتا ہے

اُتنا ہی زیادہ اُس پر خوش ہوتا ہے  
کہ اُس نے اُسے کبھی قبول کیا۔

اور اب،  
چونکہ کچھ لوگ مسیح کو خوشی سے قبول کرتے ہیں

III

وہ اس خوشی کو کیسے ظاہر کرتے ہیں؟  
کن طریقوں سے، اور کن وسیلوں سے، وہ اپنے فرح و انبساط کا اظہار کرتے ہیں؟

میں نے کچھ ایسے لوگوں کو جانا  
جو اپنی خوشی کا اظہار  
بہت عجیب طریقے سے کرتے ہیں۔  
کچھ وہیں کھڑے ہو کر  
جہاں انہوں نے نجات دہندہ کو پایا  
بلند آواز سے نعرہ مارتے  
اور بعض خاموشی سے بیٹھ کر  
سفرش کو آنسوؤں سے تر کر دیتے  
یہ محسوس کرتے ہوئے کہ  
اگلے کئی دن تک  
کسی کی طرف اُنکھ اُٹھا کر دیکھنا بھی نہ چاہیں  
بس خاموشی سے  
اپنے محبوب خداوند کی حضوری میں مگن رہنا چاہتے ہیں۔

ہم تعجب نہیں کرتے  
کہ کچھ لوگ ابتدا میں  
کچھ جوش و خروش سے بھر جاتے ہیں  
جب وہ مسیح کو جانتے ہیں۔  
یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔

جب کوئی انسان مہینوں قید میں رہا ہو  
تو آزادی پاتے وقت  
—وہ خوشی سے چلا اُٹھے  
ایسے ہی جب ایک جان  
گناہ کے بوجھ سے دبے ہوئی ہو  
اور اُس کے زنجیروں سے آزاد ہو  
تو وہ بخوشی اچھل پڑتی ہے  
جیسا کہ بنین کے زائر نے کیا  
جب اُس کا بوجھ لڑھک کر دور ہوا۔

تاہم،  
ایسی خوشی کے اظہار کے  
—اور بھی بہتر طریقے ہیں  
جو جسمانی جوش یا فطری جذبات سے خالی ہوں۔  
ایسے اظہار مذموم تو نہیں  
مگر لائق تحسین بھی نہیں۔

ایک اعلیٰ تر طریقہ  
جس سے تُو ظاہر کر سکتا ہے  
—کہ تُو نے مسیح کو خوشی سے قبول کیا ہے  
یہ ہے  
کہ اُس کے دشمنوں کو اپنے دل سے نکال دے۔

جب تُو مسیح کو اپنے دل کے صدر دروازے سے اندر داخل کرتا ہے، تو تُو شیطان کو پچھلے کمرے میں جگہ نہیں دے سکتا۔  
 ہر دغا باز گناہ کو نکال باہر کرنا لازم ہے  
 جب عظیم بادشاہ تیرے دل میں سکونت اختیار کرتا ہے۔  
 تیرے گھر کی ہر ناپاکی سے مکمل تطہیر  
 وہ ادنیٰ خراج تعظیم ہے  
 جو تُو اپنے شاہی مہمان کی عزت میں ادا کر سکتا ہے۔

،وہ جان جو مسیح کو خوشی سے قبول کرتی ہے  
 اُہ و نالہ کرتی ہے اس لیے کہ  
 اپنے گناہوں کو کلیتاً صاف کرنے سے قاصر ہے۔  
 میں جانتا ہوں، تُو مسیح سے محبت نہیں کرتا  
 اگر تُو اپنے گناہوں سے چمٹا ہوا ہے۔  
 ،اگر تُو مسیح سے دل سے محبت رکھتا ہے  
 —تو اپنی بدکاری کو چھوڑ دے گا

،جو بھی میرا پیارا بُت رہا"  
 چاہے وہ کچھ بھی ہو؛  
 ،اسے تخت سے گرا دے  
 "اور فقط تیری عبادت کروں

،اور جب تُو واقعی مسیح کو خوشی سے قبول کرتا ہے  
 تو تُو اُس کے احکام پر چلنے کے لیے بے تاب ہوگا۔  
 ،زگی کی مانند تُو پُکارے گا  
 "اے خُداوند! تُو کیا چاہتا ہے کہ میں کیا کروں؟"

،مسیح زگی کے گھر جا رہا تھا  
 —اور تُو جانتا ہے کہ لوگ مہمان کو راضی رکھنے کے لیے کیا کہتے ہیں  
 ،اب جو چاہو کرو"  
 یہ گھر تمہارا ہے۔  
 ،جو چاہو طلب کرو  
 ،بس بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ تم خوش رہو  
 "اور ہم خوشی سے کریں گے۔

یہی رویہ ہر خوشدل اور مقدس جان کا ہوتا ہے  
 جو مسیح کے ساتھ معاملہ کرتی ہے۔

وہ کہتی ہے:  
 اے خُداوند، بتا دے کہ تُو کیا چاہتا ہے"  
 کہ میں کیا کروں۔

—بس مجھے تیری مرضی معلوم ہو  
 ،تو چاہے اپنے کلام کے ذریعہ  
 ،اپنے خادم کے وسیلہ سے  
 یا رُوح القدس سے  
 مجھے سکھا دے۔

—میرے دل میں خود کام کر  
 ،اپنی راہوں کی تعلیم دے  
 ،اور اے میرے خُدا

"میرا دل تیری مرضی کے مطابق چلنے میں شادمان ہوگا۔

کیا تم سب نے ایسا کیا ہے؟  
 ،کیا تم نے نجات دہندہ کے سب احکام کی فرمانبرداری کی ہے  
 یا کم از کم اُن پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے؟

اگر ایسا ہے،  
تو یہی اس بات کا ثبوت ہے  
کہ تم نے اُسے خوشی سے قبول کیا ہے۔

ایک اور علامت  
کہ ہم نے مسیح کو خوشی سے قبول کیا ہے  
یہ ہے کہ ہم اُس کے لوگوں کو قبول کرتے ہیں۔  
یہ آزمائش مسیح نے  
اپنی محبت کی پیمائش کے طور پر مقرر کی ہے  
"ایک دوسرے سے محبت رکھو۔"  
"میرے بڑوں کو چرا۔"  
اگر تم نے میرے ان چھوٹے بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ کیا"  
"تو گویا میرے ساتھ کیا۔"

جیسے لاین نے الیگز سے کہا،  
"تیرے لیے بھی جگہ ہے اور اونٹوں کے لیے بھی"  
ویسے ہی ہمارے دلوں میں  
—یسوع کے لیے جگہ ہونی چاہیے  
اور اُس کے کچھ غمزدہ لوگوں کے لیے بھی  
ان بوجھ تلے دیے مقدسین کے لیے بھی۔  
شاید وہ ہمیشہ خوشگوار سنگت نہ ہوں  
مگر ہم انہیں  
اُن کے آقا کی خاطر قبول کرنے کو تیار ہوں گے۔

اب، اے عزیزو  
اگر تُو مسیحی ہے  
اور تُو نے مسیح کو قبول کیا ہے  
—تو اُس کے لوگوں سے جڑ جا  
اپنے ایمان کا اقرار کر  
بابر نکل کر خُدا کی قوم میں شامل ہو  
اور مسیح کی ملامت اٹھانے میں  
اُن کے ساتھ شرمندہ نہ ہو۔

اور اگر تُو نے مسیح کو خوشی سے قبول کیا ہے  
تو تُو اُس کے صلیب سے بھی محبت رکھے گا۔  
میری مراد صرف اُس صلیب سے نہیں  
جو اُس نے اٹھائی  
بلکہ اُس صلیب سے ہے  
جو تُو کو اب اُس کے لیے اٹھانی ہے۔

تُو اِس ملامت کو  
جو اُس کے نام پر ہو  
اپنے لیے بڑی نعمت سمجھے گا۔  
تُو صلیب سے محبت رکھے گا۔  
"بے صلیب، بے تاج"  
یہ پرانا قول آج بھی  
ویسا ہی سچ ہے جیسے ہزار برس پہلے تھا۔

جس ایمان کو موسیٰ نے ظاہر کیا  
—اُس پر تُو چلے گا

اور مسیح کی ملامت کو  
مصر کے خزانے سے بہتر دولت جانے گا۔

اگر تُو نے اپنے مالک کو دل سے قبول کیا  
:تُو تُو کہے گا  
آ جا، میرے مالک۔"  
— آ جا، اور اپنی صلیب بھی ساتھ لا  
اور میں اُسے خوشی سے اٹھاؤں گا  
"تیرے نام کی خاطر۔

پھر تُو اس استقبال کو  
اور بھی ثابت کرے گا  
اگر تُو یہ چاہے کہ  
دوسرے بھی اُسے خوشی سے قبول کریں۔  
میں یقین نہیں کر سکتا  
کہ تُو میرے اُقا کو جانتا ہے  
اگر تُو اُسے دوسروں پر ظاہر نہ کرنا چاہے۔

اگر تُو کسی مہلک مرض سے شفا پا چکا ہو  
اور تُو کسی ایسے ہی مریض سے ملے  
تو تیری زبان فوراً بول اٹھے گی  
کہ کون سی دوا شفا بخش ہے۔

اور بیشک  
اگر تُو مسیح کے وسیلہ سے  
گناہ کی لعنت سے بچایا گیا ہے  
تو تُو بنی آدم کو یہ کہنا چاہے گا  
کہ "جلعاد میں مرہم ہے  
"اور وہاں طبیب موجود ہے۔

شاید تُو منادی نہیں کر سکتا۔  
شاید تیری بات سے  
آدھے درجن لوگ بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں۔  
لیکن تُو اپنے ہمسائے سے تو بات کر سکتا ہے۔  
تُو اپنے بچوں سے کلام کر سکتا ہے۔

آج مجھے خوشی ہوئی  
کہ جب میں جان ویسلی کی والدہ کی زندگی کا مطالعہ کر رہا تھا  
تو میں نے پایا کہ وہ ہر پیر کو  
اپنی ایک بیٹی سے رُوحانی امور پر گفتگو کرتی تھی  
،منگل کو دوسری سے  
—بدھ کو "جیک" سے  
،یعنی جان ویسلی سے  
—اور جمعرات کو چارلس سے  
،یوں ہر ایک کے لیے ایک دن مخصوص تھا  
اور ہر دن میں ایک گھنٹہ  
ہر بچے کو رُوح کی باتیں سکھانے کے لیے مختص تھا۔

یہی وہ راہ ہے جس سے بچوں کو خُدا کے لیے جیتا جاتا ہے۔  
اے پڑھنے والے، اس پر بھروسہ رکھ  
کہ اگر ہم خود دین کی خوشی کو تجربہ میں جانیں

تو خُداوند کا فضل، یعنی رُوحُ القُدس  
ہمیں دوسروں کے لیے بھی بڑی برکت کا وسیلہ بنائے گا  
اگر ہم یہ اپنا فرض جانیں کہ  
گنہگاروں کو ہر طرف سنائیں"  
"کہ کیسا پیارا نجات دہندہ ہم نے پایا ہے۔

خُداوند اپنی رحمت میں  
تجھے بھی اسی طرح بُلائے  
جس طرح اُس نے زگی کو بُلایا۔  
خُدا کرے تم میں سے بہتیرے  
زگی کی مانند اُسے خوشی سے قبول کریں۔

—اُسے ڈھونڈو  
اور وہ تمہیں مل جائے گا۔  
—اُس پر بھروسہ رکھو  
وہ تمہیں فریب نہ دے گا۔  
—اپنی جان اُس کے سپرد کرو  
اور وہ اپنے کلام کے مطابق وفادار ٹھہرے گا۔

اُس کے وعدہ پر غور کر  
جو میرے پاس آتا ہے"  
"اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا۔

وہ جو تجھے یہ وعدہ دے رہا ہے  
سچا اور وفادار ہے۔  
،ابھی، ہاں ابھی  
،خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لا  
،اور جب زمانے گزر جائیں گے  
تو تُو اِس لمحہ کو  
ایسی خوشی کے ساتھ یاد کرے گا  
—جسے بیان نہیں کیا جا سکتا  
ایسی شکرگزاری کے ساتھ  
جو ابدیت میں بھی ختم نہ ہوگی۔

آمین۔

تشریح از سی۔ ایچ۔ اسپرژن  
مرقس 2: 14-1

## 2-1

اور وہ پھر چند روز کے بعد کفرناحوم میں آیا؛ اور یہ چرچا ہوا کہ وہ گھر میں ہے۔ اور فی الفور بہت سے جمع ہوئے یہاں تک .  
کہ دروازہ تک بھی جگہ نہ رہی؛ اور اُس نے انہیں کلام سنایا۔  
جب یسوع مسیح کلام فرماتا تھا، تو خلقت اُس کے گرد جمع ہوتی تھی۔ اُس کے کلام میں ایک آسمانی کشش تھی۔ اگر ہم منادی  
"میں اپنے خیالات کو کم اور اُس کے کلام کو زیادہ جگہ دیں، تو آج بھی یہی کشش باقی ہے۔ کیونکہ یسوع نے "کلام انہیں سنایا۔



اور لوگ اُس کے پاس ایک مفلوج کو لائے۔  
ایک ایسا شخص جو خود چل کر نہ آ سکتا تھا، لیکن دل میں اشتیاق رکھتا تھا کہ یسوع کے پاس پہنچے۔

3

جو چار آدمیوں کے کندھوں پر اُٹھایا گیا۔  
اُس کے ہمسایہ یا عزیز، چار اشخاص نے اُسے اُٹھانے کا ارادہ کیا۔

4

اور چونکہ وہ لوگوں کے ہجوم کے سبب اُس کے پاس نہ پہنچ سکے۔  
دروازہ کئی بار آزمایا، مگر راہ نہ ملی۔

4

تو اُنہوں نے اُس مکان کی چھت کو کھولا جہاں وہ تھا۔  
شاید اُنہوں نے ساتھ والے گھر کی سیڑھیوں سے چڑھ کر ایک چھت سے دوسری پر ہوتے ہوئے اُس جگہ کی چھت تک رسائی  
پائی جہاں یسوع تعلیم دے رہا تھا۔

4

اور جب اُس کو کھول چکے۔  
کیونکہ وہ چھت محض کمزور یا ہلکی نہ تھی بلکہ توڑنے میں محنت ہوئی۔

4

تو اُس چارپائی کو جس پر مفلوج لیٹا تھا نیچے اُتارا۔  
جہاں چاہ ہو، راہ بن جاتی ہے۔ اور جہاں راہ نہ ہو، چاہ راہ پیدا کر لیتی ہے۔ چھت سے نیچے آنا بہتر ہے، بہ نسبت اس کے کہ  
یسوع کی حضوری سے محروم رہا جائے۔

5

جب یسوع نے اُن کا ایمان دیکھا۔  
کیونکہ اُس کی نگاہ ایمان کو جلد پہچانتی ہے۔ ہم نہیں پڑھتے کہ اُنہوں نے کچھ کہا، مگر جو عمل اُنہوں نے کیا—یعنی چھت  
توڑ کر گردوغبار حضور مسیح گرنے دیا، بغیر خوف کہ وہ ناراض ہوں گے—یہ سب اُس کی نرمی اور تحمل پر بھروسا رکھتے  
ہوئے کیا، کہ صرف اُس بیمار کو اُس کی حضوری میں لانا ہی کافی ہے کہ بھلا ہو۔

5

تو اُس نے مفلوج سے کہا: اے بیٹے! تیرے گناہ معاف ہوئے۔

6-5

لیکن وہاں بعض فقیہ بیٹھے تھے، جو اپنے دلوں میں سوچنے لگے۔  
یعنی وہ دل ہی دل میں اعتراض کرنے لگے، جو کہ بعد میں واضح ہو گا۔

وہ بُری نیت سے آئے تھے۔ وہ عیب جوئی کے لیے آئے تھے، تا کہ ہر بات کو نہایت غور سے سنیں، نوشتہ کریں اور پھر اُسے  
فتنہ انگیزی کے لیے استعمال کریں۔ اُن کے کان کھلے تھے، لیکن وہ نہ جانتے تھے کہ وہ جو اُن کے سامنے ہے، اُن کے دلوں  
کے خیالوں کو بھی جانتا ہے؛ اگر جانتے، تو شاید یوں بے باک ہو کر اُس کی حضوری میں نہ آتے۔

"یہ آدمی یوں کفر کی باتیں کیوں کرتا ہے؟ گناہوں کو معاف کرنے والا کون ہے سوائے خُدا کے؟" .  
اور یہ بات درست تھی، مگر وہ یہ نہ پہچان سکے کہ وہ جو اُن کے پیچ کھڑا ہے، خُدا ہی ہے مجسم۔ اگر وہ خُدا نہ ہوتا تو یہ کلام کفر ہی ہوتا۔

9-8.

اور یسوع نے فی الفور اپنے رُوح میں جان لیا کہ وہ اپنے دلوں میں یوں سوچتے ہیں، تو اُن سے فرمایا: "تم اپنے دلوں میں یہ باتیں کیوں سوچتے ہو؟ کون سا آسان ہے؟ یہ کہنا، 'اے مفلوج! تیرے گناہ معاف ہوئے' یا یہ کہنا، 'اُٹھ، اپنی چارپائی اُٹھا، اور چل'؟"

کیا دونوں ہی کے لیے الٰہی قدرت درکار نہیں؟ پس اگر میں خُدا ہوں تو میں معجزہ سے ثابت کروں گا، اور پھر مجھے حق ہے کہ کہوں: "تیرے گناہ معاف ہوئے۔"

12-10

لیکن تا کہ تم جان لو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے، " (اُس نے مفلوج سے کہا)، "میں تجھ سے کہتا" .  
ہوں، اُٹھ، اپنی چارپائی اُٹھا، اور اپنے گھر کو روانہ ہو جا۔" اور وہ فی الفور اُٹھا، اپنی چارپائی اُٹھائی، اور سب کے سامنے نکل گیا، یہاں تک کہ سب حیران ہوئے، اور خُدا کی تعجب کی، اور کہنے لگے، "ہم نے ایسی بات کبھی نہ دیکھی۔"

اُس مفلوج کے ایمان اور فرمانبرداری پر غور کر اور اُس کی مانند ہو۔ بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے شکر گزاری کے جوش میں یسوع کی فرمانبرداری نہ کی۔ جب اُس نے فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرنا، تو اُنہوں نے مشہور کر دیا۔ لیکن یہ شخص، اگرچہ اُس کا دل چاہتا ہوگا کہ ٹھہرے اور اپنے محسن کے قدموں پر گرے، یا کم از کم ایک حمدیہ گیت گا کر خُدا کی شکرگزاری کرے، پھر بھی اُس نے جانا کہ اطاعت شکرگزاری کی اعلیٰ صورت ہے۔ چنانچہ جیسا یسوع نے کہا، "اپنے گھر کو جا"، اُس نے ویسا ہی کیا۔

یسوع کے لیے سب سے بہتر خدمت یہی ہے کہ جو وہ فرمائے، وہی کر۔ شکرگزاری کی کئی چمکدار صورتیں ہو سکتی ہیں، مگر ہر چمک سونا نہیں ہوتی۔ سب سے قیمتی شکرگزاری وہ ہے جو اُس کے ہر حکم کی سختی سے تعمیل کرے۔  
پس اے دل، یہ بات دل پر باندھ لے، اور تو بھی ویسا ہی کر۔

13.

اور وہ پھر جھیل کے کنارے گیا؛ اور ساری جماعت اُس کے پاس آئی، اور اُس نے اُنہیں تعلیم دی۔  
گھر کے اندر کی نسبت بہتر ہوا اور زیادہ جگہ تھی، مگر یسوع کا پیغام وہی رہا۔ وہی خوشخبری، وہی کلام حیات۔

14

اور جب وہ آگے بڑھا، تو اُس نے حلفی کا بیٹا لاوی، محصول لینے کی چوکی پر بیٹھا دیکھا، اور اُس سے کہا، "میرے پیچھے .  
ہو لے۔" تب وہ اُٹھا اور اُس کے پیچھے ہو لیا۔  
اُس نے اپنے سیکے سمیٹے، حساب کی کتابیں بند کیں، دیر نہ کی۔ محصول لینے سے اُٹھا اور مسیح کا پیرو بن گیا۔  
اے کاش! آج کی رات بھی کوئی ایسا ہی کلام کسی دل پر وارد ہو۔ "میرے پیچھے ہو لے" — اور کاش! اُس کے اندر بھی ویسا ہی دل ہو جیسا لاوی، جسے بعد میں متی کہا گیا، کے اندر تھا، تاکہ وہ بھی یسوع کی پیروی کرے۔